ڈاکٹر معین الدین عقیل

علی گڑھ کی تعلیمی تحریک: ایک علمی اور تعلیمی دستاویز

In the last period of Mughal dynasty the establishment of school continued Muslim school had been daily efforts to include mods knowledge in the curriculum along with traditional knowledge sir Sayed gave special consideration to it in his educational movement .in this article Aligarh educational movement and effort made before it are taken into consideration.

عہد اسلامی کے خاتمے اور زوال کے* باوجود عظیم کے مسلمانوں میں ان کی روایتی تعلیم اور اسلامی علوم کا تسلسل انگریزوں کے اقتدار اور مغربی تعلیم وتہذیب$ کے فروغ کے* باوجود ٹوٹنے نہیں پایا**۔ انگریزوں کے اقتدار کے آغاز- تعلیم نے مسلمان حکمرانوں اور امراء کی سرپرستی کے طفیل اس حد- ترقی حاصل کرلی تھی کہ چھوٹے چھوٹے قصبات- بڑے بڑے علماء پیدا کرنے لگے تھے[1]۔عہد مغلیہ کے دورِ زوال میں بھی متعدد اہم مدرسوں کے قیام کا سلسلہ جاری رہا۔لکھنؤ میں فرنگی محل کا مدرسہ اور دہلی میں شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ء۔ ۱۷۶۲ء) کے والد شاہ عبدالرحیم (۱۶۴۴ء۔۱۷۱۸ء) کا ''مدرسۂ رحیمیہ'' اسی عہد میں قائم ہوئے۔اس عہد میں اور- زیب$ (۱۶۵۸ء۔ ۱۷۰۷ء) کی قائم کی ہوئی روای$ کے* (مذہبی تعلیم کو، جو اکبر (۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء) کی مخصوص حکمت عملی کی وجہ سے قدرے غیر مذہبی* یا سیکولر (Secular) ہوگئی تھی، دو* بارہ فروغ حاصل ہوا۔اور- زیب$ کی دل چسپی کے نتیجے میں C یت کے ان طلبہ کو، جو ای- خاص سطح -- تعلیم حاصل کر e تھے* مخصوص وظائف دیے جانے لگے۔ایسے اقدامات بھی شروع کیے گئے، جن کا مقصد C یت کی تعلیم کو* مخصوص ان طبقات-- وسعت دینا تھا، جو ہندوؤں کے زی اثر تھے[2]۔مسلمانوں کی تعلیمی رواداری میں بھی کوئی فرق نہ* آیا۔ ہندوؤں کا ہر طبقہ اور ان کی ہر ذات تعلیم کی. کتوں سے+ ستور فیض* پاتی رہی۔ یہاں-- کہ. ہمنوں سے* زیادہ کائستھ اور کھتری تعلیم* یافتہ ہوگئے[3]۔اب کسی مدرسہ میں فارسی کا ہندو استاد ہو* کوئی تعجب کی* بات نہیں رہی تھی[4]۔ انگریزی عہد میں بنگال اور پنجاب کے بعض اضلاع میں، جہاں اکثر$ مسلمانوں کی تھی، دیکھا H کہ فارسی مدرسوں میں اکثر$ ہندو طلبہ کی ہوتی تھی[5]۔ ہندو تعلیم حاصل کر کے مسلمانوں کی عالمانہ تحقیقات سے آشنا ہوئے اور اس سے انھیں جو مجموعی فو+ حاصل ہوئے، وہ بعد میں خود ان کی ہندو قومیت کی تشکیل اور ان کے قومی وسیاسی شعور کی بیداری کا. (بنے۔اسی شعور کا ثمر تھا کہ. # عیسائی مشنریوں نے انگریزی اسکول قائم کیے، تو ہندوؤں نے بہت جلد ان سے فیض اٹھا* شروع کر* دیا[6]۔

مسلمانوں کے عہد* بالخصوص عہد مغلیہ میں علم و تعلیم کی اشا (اس قدر وسیع پیمانہ پر ہو چکی تھی کہ مغلیہ حکومت کے طویل عہد زوال میں سیاسی ا z ط کے* باوجود تعلیمی درس گاہیں اور مسلمانوں کا Â م تعلیم و تـ M نہ صرف بـ ستور رہا بلکہ ان میں کہیں کہیں مزیـ ـ تی ہوئی۔ مولا عبدالرحیم، مولا عبدالعلی بحرالعلوم (۱۷۳۶ء۔۱۸۱۹ء)، شاہ ولی اللہ اور ان کے فرز شاہ عبدالعزیز (۱۷۴۶ء۔۱۸۲۴ء) اور شاہ غلام علی دہلوی (۱۷۴۳ء۔۱۸۲۴ء) مسلمانوں کے اسی دور ا z ط میں اشا (تعلیم اور اپنے درس وتـ ریس کی وجہ سے خاص شہرت و امتیاز ر p تھے۔ سیاسی طور پر تو مرا . ا. کمزور ہو* رہا لیکن جونئی مسلمان سلطنتیں اور ر* ستیں وجود میں آ N ، ان کے اکثر حکمرانوں نے علم کی سرپرستی کی۔ بعض علماء نے بھی انتہائی ایثار سے اپنی زH ں درس و تـ ریس کے لیے وقت کر دیں اور یہی وجہ ہے کہ سیاسی ا z ط کے * باوجود علمی ا z ط کی رفتار نسبتاً کم رہی ہے اور بعض مسلم ر* ستوں، مثلاً اودھ، روہیلکھنڈ اور حیدر* باد میں تعلیمی معیار بـ قرار رہا اور چند نئے تعلیمی مرا . ، مثلاً بلگرام، الہ* باد اور سہالی وجود میں آئے اور دہلی کی حکومت ختم ہونے کے* باوجود خود دہلی اور اس کے اضلاع میں تعلیمی تـ قی کی روا $ بـ قرار رہی ^ اور معاشی زبوں حالی کے* باوجود اس دور میں ایسے مدرس بکثرت تھے، جو عمر بھر طلبہ کو درس دینے کے ساتھ ساتھ اپنی قلیل آمدنی سے جو کچھ پس + از کرتے ، اسے کسی مدرسے کی تعمیر میں ہی صرف کر دیتے۔9 یہ علماء ہی تھے کہ سیاسی زوال کے عرصے میں حکومت اور امراء کی سرپرستی اور مالی امداد سے قطع Â ملک کے روایتی تعلیمی Â م کو قائم ر p اور وسعت دینے میں مشغول رہے۔

اسی طرح انگریزوں کی آمد کے وقت مسلمانوں میں تعلیم کا اپنا ا۔ خاصہ جمہوری Â م روبہ عمل تھا، جس میں تعلیم اور مذہب کے درمیان رابطہ کو استوار رکھا H تھا اور عربی ز* بان اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ تھی۔ ہر سطح کی تعلیم، ا۔ سرمایہ تھی، جسے ہر کوئی بلا روک ٹوک حاصل کر سکتا تھا۔ نہ اس پر کوئی شرط او* پابندی عا + ہوتی اور نہ اسے کسی طرح کا معاوضہ ادا کر* ہو* ۔ سیاسی صورت حال کے بـ ل جانے کے* باوجود تعلیم کا یہ Â م اس وقت -- بـ قرار رہا۔ # -- کہ انگریزوں نے سیاسی اقتدار پر قبضہ جمانے کے بعد تعلیمی Â م میں تبد~ کی صورت نہ پیدا کر دی لیکن انگریزوں کی آمد اور سیاسی اقتدار پر قابض ہونے کے کچھ عرصے بعد -- بھی یہ صورت حال کم و بیش اسی طرح بـ قرار رہی کہ محض بنگال میں، جہاں انگریزوں نے & سے پہلے قدم جمائے، اسّی ہزار مدرسے تھے اور وہاں چار سو کی* بادی کے لیے ا۔ مدرسہ کا اوسط ہو* تھا! اور قصبات کے بچے بالعموم لکھ پڑھ h تھے!! اور اس وقت -- . # -- کہ ''ایسٹ #* کمپنی'' نے دیہی اداروں کو توڑا نہیں، دیہاتوں میں قدیم تعلیمی ادارے بـ ستور بـ قرار رہے، لیکن سرپرستی سے بتدریج محروم ہوتے گئے۔

علماء کو، جو C دی طور پر تعلیم و تـ ریس کے مشغلہ سے منسلک ہوتے تھے، قدیم معاشرہ میں جو حیثیت اور مقام حاصل تھا، قدروں کی تبد~ کے* باوجود بہ ٹی حد -- بـ قرار رہا۔ لیکن اس قسم کی تبدیلیوں کا ا* یہ ہوا کہ علماء کا رابطہ اپنے معاشرہ سے نسبتاً کم سے کم ہو کر رہ H ۔ اس طرح انگریزی اقتدار میں رائج انگریزی تعلیم کا بڑھتا ہوا سیلاب ہی تھا کہ جس نے معاشرہ میں انھیں ہر طرح متا* کیا۔ چناں چہ ان نئے حالات اور ا* ات میں انھوں نے ملی بـ بہ کے تحت اپنی زH ں اس مذہبی تعلیم کے لیے وقف کر دیں، جس پر اب خود ان کی اور ان کی قوم کی زنـ گی اور ان کے دین و ایمان کا دار و مدار رہ H تھا۔ لہٰذا بڑی مستقل مزاجی، مستعدی اور خلوص و بے لوثی کے ساتھ وہ اپنی تعلیم و تـ ریس کی ر* یت بـ قرار ر p میں کامیاب ہوئے اور ملک اور معاشرہ میں ہر طرح کے زوال کے* باوجود علم اور تعلیم ان کی زنـ گی کا لائحہ

عمل بنے رہے۔ لکھنؤ کا مدرسہ ''فرنگی محل''، اور دہلی کا ''مدرسہ رحیمیہ'' مسلمانوں کے عہد زوال کی & سے۔ ڈی علمی* یادگاریں ہیں۔ فرنگی محل' نے علوم اسلامی کے فروغ اور اس کی روا* یت کو آگے۔ ڈھانے میں قابل قدر حصہ لیا، اور اس سے منسلک اور مستفیض علماء نے۔ عظیم کی قومی اور سیاسی تحر r ں کے دوران مسلمانوں کی رہبری اور قیادت کی۔ 'مدرسہ رحیمیہ' کے فیض سے شاہ ولی اللہ اور ان کے فرز+ وں کی تحر- نے آیندہ ڈیڑھ سو۔ سوں- ۔ عظیم کے مسلمانوں۔ پ اپنا ارا & اِ* قائم رکھا، جس سے بیسویں صدی کے وسط- پیدا ہونے والی تمام اسلامی تحریکیں متا* ہو N ۔ 'شا+ ہی کوئی قابل ذکر عالم، جو چاہے بعد میں دار العلوم دیو بند* یا مولا* احمد رضا خان۔ W ی (۱۸۷۰ء۔۱۹۲۰ء) اکے فیض* یافتگان میں اس عرصہ میں ایسا ہو، جس کا سلسلہ علمائے فرنگی محل اور شاہ ولی اللہ کے فرز+ ون* یا شا/ دوں میں سے کسی- نہ پہنچتا ہو۔[12]

دیو بند کا مدرسہ، علی اَ ڑھ میں سید احمد خان (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء) کے قائم کردہ 'محمڈن اینگلو اورینٹل کالج' سے، جو سید احمد خاں کی ہمہ گیر تعلیمی تحر- کا ا- اہم اقدام تھا، چند سال قبل قائم ہوا تھا۔ یہ دونوں ادارے، جن کے درمیان کچھ عرصہ بعد اولاً قدرے کشیدگی لیکن پھر مخصوص*۔ ہمی روابط کی صورتیں پیدا ہو N ، دراصل ا- ہی مسلک روحانی کے تحت قائم ہوئے تھے، جس کا سلسلہ شاہ ولی اللہ- پہنچتا ہے[13] لیکن دیو بند سے قطع Ã ، کہ جس نے « ب اور Â م تعلیم میں روا$ اور مراجعت کو مد Ã رکھا[14] سید احمد خاں نے قدیم اور۔ +ی علوم کا ا- متوازن « ب علی اَ ڑھ کالج کے لیے تجو۔ کیا تھا۔ ویسے مولا* قاسم* نوتوی (متوفی ۱۸۸۰ء) بھی مدرسہ کے « ب میں قدیم علوم کے ساتھ ساتھ۔ +ی علوم کے حق میں تھے[15] اور اس مقصد سے کہ دیو بند کے فارغ التحصیل طلبہ دوسرے اداروں میں جا کر انگر۔ ی اور۔ +ی علوم حاصل کر* چاہیں تو جا سکیں، دس سالہ « ب کو کم کر کے چھے سالہ کر* یا H* کہ طا) علم کم عمری ہی میں دوسرے ادارے میں داخل ہو سکے[16]۔

سید احمد خاں کے علاوہ، کہ جو دیو بند اور اس کے مقصد کو سراہتے تھے[17]، نواب وقار الملک (۱۸۴۷ء۔۱۹۱۷ء) نے دیو بند کے لیے حکومت حیدر* ۔ د سے مالی امداد کا انتظام کر* یا، اور ا- موقع۔ پ دیو بند کے طلبہ نے ان کی : مت میں سپاس* مہ پیش کیا[18]۔ اس کے جلسوں میں علی اَ ڑھ تحر- کے ا- فعال رکن صا # زادہ آفتاب احمد خاں (۱۸۶۷ء۔۱۹۳۰ء) بھی شر- ہوتے تھے۔ اس وقت دیو بند کی علی اَ ڑھ کالج سے یہ مفاہمت ہوئی تھی کہ دیو بند کے مذہبی تعلیم* یافتہ اَ انگر۔ ی تعلیم حاصل کر* چاہیں تو علی اَ ڑھ میں حاصل کریں اور علی اَ ڑھ کے انگر۔ ی خو+ ہ وہ طلبہ، جو مذہبی تعلیم حاصل کر* چاہیں تو دیو بند سے رجوع کریں[19]۔ یہ صورت دراصل اس*۔ ت کی علامت تھی کہ دونوں مکا M فکر کے نقطۂ CÃ یادی طور۔ پ وقتی ضرورتوں کے تحت ا- درمیانی راہ کی تلاش میں تھے اور سید احمد خان روایتی تعلیم سے دور نہ ہو* چاہتے تھے اور مشرقی علوم کے ادارے۔ +ی علوم کی اہمیت سے بے* زنہ تھے۔

سید احمد خاں نے C یادی طور۔ پ دراصل یہی کوشش کی تھی کہ مسلمان عصری تقاضوں کے تحت مغربی تعلیم حاصل کریں اور انگر۔ ی ز* ۔ ن سیکھیں۔ وہ انھیں مسلمانوں کے تمام امراض کا شافی علاج سمجھتے تھے، لیکن اس کے* ۔ وجود مذہبی علوم اور عربی و فارسی سے انھوں نے کبھی بے اعتنائی نہیں۔ تی۔ اپنے تعلیمی منصوبوں کی مخالفت کے نتیجہ میں انھوں نے ''مدرسۃ الاسلام'' کے لیے، جو بعد میں ''محمڈن اینگلو

اورینٹل کالج'' بن H ۱۸۷۴ء میں مذہبی علوم کے « ب کی تیاری کے لیے ا ـ مجلس تشکیل دی، جس میں اس وقت کے جید علماء شامل تھے، لیکن علماء کے رویہ کی وجہ سے انھیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ علماء نے انکار کر ‡ کہ وہ کسی ایسی مجلس میں کام نہیں کر h، جس میں شیعہ بھی موجود ہوں [۲۰]۔

اس کے ‡ وجود کہ سید احمد خان ۔ + تعلیم کے حق میں ہو گئے تھے، اپنی ساری تعلیمی تحر ـ میں انھوں نے علوم شرقیہ کی تعلیم سے چشم پوشی نہیں کی۔ وہ تو چاہتے تھے کہ مذہبی علوم اور عربی، جو مسلمانوں کی ملّی ¶K * س اور روحانی .M کا ذریعہ ہیں + ستور قائم رہیں اور مسلمانوں کے اوقاف کا سرمایہ ان کی ترویج اور ترقی پر صرف کیا جائے [۲۱]۔ ان کا عقیدہ تھا کہ کوئی بیرونی طاقت مسلمانوں کی تعلیم کی سرپرستی نہیں کر سکتی اور کسی قوم کے لیے اس سے ‡ دہ ذ) کی ‡ ت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی قومی ‡ ریخ کو بھول جائے اور اپنے اسلاف کے کا ‡ موں کو Ã + از کر دے [۲۲]۔ انھوں نے ''اینگلو۔اورینٹل'' کالج قائم کیا تھا، جس میں مشرقی اور مغربی علوم کے علیحدہ علیحدہ شعبے تھے۔ مشرقی علوم کے شعبہ میں اردو میں علوم شرقیہ، فارسی و عربی ادب اور ۔ + علوم پڑھائے جاتے تھے۔ اس میں انگریزی بھی بطور ‡ ن پڑھائی جاتی تھی۔ مغربی علوم کے شعبہ میں یونیورسٹی کا مقررہ « ب پڑھا ‡ جا ‡ تھا [۲۳]۔ کچھ عرصہ ـ یہ دونوں شعبے جاری رہے، لیکن علوم شرقیہ کا شعبہ زوال ‡ یر رہا۔ یہاں ـ کہ اسا + ہ کی تعداد طلبہ کی تعداد سے ‡ دہ ہو گئی، چناں چہ مجبوراً اسے بند کر ‡ H [۲۴]۔

سید احمد خاں کی تعلیمی تحر ـ نے ۔ عظیم کے مسلمانوں کی فکری، سیاسی اور معاشی ز + گی میں انقلابی اور دوررس تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ ان کا اصرار انگریزی ذریعہ تعلیم اور ۔ + علوم پر رہا، لیکن انھوں نے مذہب، علوم شرقیہ اور عربی و فارسی کو کبھی غیر ضروری اور غیر اہم نہیں سمجھا۔ ان کے بعد ان کے رفقاء کے نقطۂ Ã اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی تمام سرگرمیوں میں بھی یہ طرز فکر قرار رہا۔ عربی، علوم شرقیہ اور مذہب کی تعلیم پر زور بتدریج بڑھتا ہی رہا، کیوں کہ انھیں ۔ عظیم میں مسلمانوں کی تہذ $ کے ‡ یں وصف کی حیثیت حاصل تھی [۲۵]۔ سید احمد خاں نے اپنی تعلیمی تحر ـ کا اصل C دی پتھر علی گڑھ کالج کی صورت میں نصب کیا تھا، جو ا ـ تعلیمی ادارہ سے بڑھ کر مسلمانوں کا تہذ R، ادبی اور سیاسی مرکز بن H اور اس نے قوم کو ایسے رہنما » کیے، جنھوں نے اسلام اور مسلم ملّت سے اپنی C دی وفاداری ترک کیے بغیر قوم کو بیداری اور ترقی سے ہم کنار کیا اور اسے قیام پاکستان کی منزل ـ پہنچا [۲۶]۔

اس طرح ۔ عظیم میں مسلمانوں کی تعلیم، قدیم و ۔ + تعلیمی اداروں ‡ ان سے ملحقہ اور ان کے زیر اثر قائم ہونے والے اداروں کے طفیل، دو راستوں سے آگے بڑھی ہے۔ یہ راستے ا ـ دوسرے سے بہت دور کبھی نہیں رہے، بلکہ آپس میں خلط ملط ہوتے رہے ہیں۔ یہ اختلاط اس وجہ سے ہوا ہے کہ قدیم تعلیم عصری تقاضوں اور ‡ / ۔ صورت حال میں ۔ + تعلیم سے اتصال پر مجبور ہوتی رہی۔ تعلیم کے ۔ + ـ قدیم ہونے کے ان تنازعات سے قطع Ã اور اس سے بھی قطع Ã کہ مسلمانوں نے کس قسم کی تعلیم حاصل کی، ان میں تعلیم کو عام کرنے اور ہر سطح کی تعلیم کا ان میں شوق پیدا کرنے کی کوششوں کا نتیجہ قدرے امید افزا نکلا۔ ۔ عظیم کے بیشتر علاقوں کے مسلمانوں میں تعلیم سے رغبت پیدا ہوئی اور وہ اس کے حصول کے لیے کوشاں ہوئے۔ چناں چہ ان کی تعلیم کی جو شرح انیسویں صدی کے ۱% میں تھی، بیسویں صدی کے

نصف اول میں بڑھ کر کہیں سے کہیں پہنچ گئی[27] لیکن یہ شرح ابتدائی تعلیم میں اور ان کے اپنے مکتبوں اور مدرسوں کی وجہ سے تھی[28] جن میں وہ علوم شرقیہ کی تعلیم حاصل کرتے۔

بعد کی سیاسی صورتِ حال میں کہ جس میں ہندو اپنی قومیت کے جذبے سے سرشار صرف اپنی قوم کی بھلائی اور بہتری کے اقدامات پر کمر بستہ تھے اور # ۱۹۳۵ء کے انتخابات میں کامیابی کے نتیجے میں انھوں نے اپنی حکومتیں بنا کر اپنا تعلیمی Âم رائج کرنا چاہا تو وہ قومی اور مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کے لیے کسی طرح قابل قبول نہ تھا۔ اس متعصّبانہ Âم تعلیم میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ مسلم اسکولوں اور مسلمان اساتذہ کی M کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ بل کہ سفارش کی گئی کہ تمام اسلامی مدارس اور مسلم اسکول ودیا مندر میں تبدیل کر دیے جا N ، کہ تمام تعلیمی اداروں میں یکساں نصاب کے ذریعہ یکساں معیار قائم کیا جا سکے[29]۔

یہ اقدامات اور صورت حال، مسلمانوں کی شکایات کو، جن کا رخ اب حکومت سے بڑھ کر[30] ہندوؤں کی طرف بھی ہو H تھا، جائز اور فطری ٹھہراتی ہیں۔ مسلم لیگ نے پیرپور کی رپورٹ میں کانگریس کی قائم کردہ حکومتوں کے ماتحت مسلمانوں پر ہونے والی زیادتیوں پر تیار کی جانے والی اپنی روداد میں ان مشاہدات اور شکایات کو مرتب $ کیا، جو کانگریس حکومتوں کے بارے میں مسلمانوں میں عام تھیں۔ ان شکایات میں تعلیم بھی شامل تھی اور اس میں بالخصوص 'واردھا' اور 'ودیا مندر' کے حوالہ سے مسلمانوں میں پائے جانے والی بے چینی کا جائزہ لیا H تھا[31]۔ ۱۹۳۹ء میں 'مسلم ایجوکیشنل کانفرنس' نے بھی اپنے ۵۲ ویں اجلاس، منعقدہ کلکتہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کا جائزہ e کے لیے ممتاز ماہرین تعلیم کی مجلس کا تقرر کیا کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت کے پیش Ã ان کی تعلیم کا ایک منصوبہ اس نقطۂ Ã سے تیار کرے کہ اس سے ان کی معاشرت اور ثقافت کے امتیازی اوصاف کی حفاظت ہو سکے۔ نواب کمال یار B (۱۸۹۴ء۔۱۹۴۴ء) اس کے سربراہ تھے۔ اس مجلس کا اصل کام ایک ذیلی مجلس نے مسلم لیگ کے رکن عزیز الحق (۱۸۹۸۲ء۔۱۹۴۷ء) کی نگرانی میں مکمل کیا۔ مجلس نے اپنی روداد ۱۹۴۲ء میں شائع کی[32]۔

مسلمانوں کے پیش Ã نئے حالات میں اپنی قوم کے لیے مناسب & تعلیم کا خاکہ ہمیشہ ہی اہم رہا اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق انھوں نے ہر دور میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں نصاب میں ضرور کرنا چاہیں۔ کانگریس کے تعلیمی منصوبہ کے رد عمل میں انھوں نے اپنی قوم کے لیے مناسب & Âم تعلیم کی $ بھی سوچا۔ ڈاکٹر افضال حسین قادری (۱۹۱۲ء۔۱۹۷۵ء) نے، جو لیگ کی مذکورہ روداد مرتب $ کرنے والی ایک ذیلی مجلس میں شامل تھے[33] اور جنھوں نے ڈاکٹر ظفر الحسن (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۹ء) کے ساتھ مل کر تقسیم ہند کا ایک منصوبہ، جسے عرف عام میں 'علی گڑھ منصوبہ' سے موسوم کیا H ہے، پیش کیا تھا[34] لیگ کی خواہش پر مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایک خاکہ تیار کرنے کی خاطر ایک تعلیمی مجلس کے داعی کی حیثیت سے ممتاز ماہر تعلیم کے مشورہ سے ایک منصوبہ تیار کر کے ۱۹۴۰ء میں پیش کیا[35]۔ ڈاکٹر ظفر الحسن کے ایک شاگرد محمد فضل الرحمٰن انصاری (۱۹۱۴ء۔۱۹۷۴ء) نے بھی مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتوں کا ایک خاکہ مرتب $ کیا[36]۔ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۲ء) کی تصنیف: ***Al-Minhaj, being the Evolution of Curriculum in the Muslim Educational Institutions of India.*** ,[37] میں بھی اس مسئلہ پر چند اہم تجاویز شامل ہیں، لیکن اس موضوع پر ایک بہت

مفصل منصوبہ A Plan of Muslim Educational Reform لیگ کی تعلیمی مجلس اور مسلم ایجوکیشنل کاÐنس کی مرا ی مجلس قائمہ کے ا یـ رکن، ایف۔ کے خان درانی (متوفی ۱۹۴۶ء) نے پیش کیا[۳۸]۔ یہ بعض اعتبار سے دv منصوبوں سے* دہ مفصل تھا کہ اس میں مسلمانوں کی تعلیم کے تقریباً تمام اہم پہلوؤں کو شامل کیاH تھا اور اس میں قومی ضرورتوں کا لحاظ ر p کی کوشش کی گئی تھی۔ بعض علماء نے بھی اس موضوع پ اظہار خیال کیا اور مفید منصوبے مسلمانوں کی مذہبی و قومی تعلیم کے* رے میں پیش کیے۔ خصوصاً سید سلیمان+ وی (۱۸۸۵ء۔۱۹۵۳ء) اور سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء) کے* م یہاں لیے جا h ہیں۔ سلیمان+ وی نے اپنے خیالات 'اردو اکادمی'، جامعہ ¯ اسلامیہ، دہلی کے ا یـ جلسہ منعقدہ اپ یل ۱۹۳۳ء کے اپنے خطبہ میں[۳۹] اور سید مودودی نے+ وۃ العلماء کے ا یـ جلسہ منعقدہ جنوری ۱۹۴۱ء کے خطبہ میں[۴۰] پیش کیے۔ ان خطبات کے ذریعہ مسلمانوں کی تعلیم کی نسبت سے مقتدر علماء کے نقطۂ Â کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ خطبات کانگریس کے مذکورہ منصوبہ کے را & ردعمل میں نہیں بل کہ ان علما کی اپنی فکری تحر یـ کا ا یـ حصہ تھے۔ یہ سلسلہ بعد میں قیام پ کستان کے بعد ا یـ نئی آزاد مسلم مملکت کے لیے قوم کی ضرورتوں کے مطابق ا یـ منا & تعلیمی Âم وضع کرنے کے لیے جاری رہا۔ اس ضمن میں شجاع احمد* موس (متوفی ۱۹۸۴ء) نے ا یـ بہت مفصل منصوبہ ''آزاد قوم کا Âم تعلیم اور پ کستان'' ذاتی سطح پ پیش کیا[۴۱] جسے ا یـ مخلصانہ کاوش کے طور پ دیکھا جا سکتا ہے۔ ایسی کاوشیں بعد میں ا یـ ۔ ی تعداد میں منظر عام پ آتی رہیں۔

جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی قومی تعلیم کی یہ صورت حال دراصل ان کے تعلیمی عروج و زوال کی روداد بھی ہے۔ اس صورت حال میں وہ Ðادی* جامعاتی صورتِ حال اور وہ کوششیں بھی شامل ہیں جو اس خطے میں مسلمانوں کے لیے ان کی معاشرتی اور سیاسی ن+ گی کے مطابق ان کے لیے قومی سطح پ ا یـ منا & «ب کی تشکیل سے تعلق رb ہیں۔ اوپ جن کوششوں کا حوالہ* H ہے، یہ تو نو* * تی عہد کے دورِ% میں پیش آمدہ ضرورتوں کے تناظر میں سامنے آ N، لیکن ان کا سلسلہ عہد مغلیہ کے دورِ زوال میں ''درس Âمی'' کی M میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر بعد کی ضرورتوں میں یہ عمل مز+ ۔ھا ہے۔ چناں چہ # سید احمد خان نے قوم میں + تعلیم کو رائج کر* چاہا تو قدیم اور روایتی «ب کو Â+ از نہ کیا۔ اگر چہ ان کا اصرار انگر ی ذریعۂ تعلیم اور + علوم پ رہا، لیکن انھوں نے مذہب، علوم شرقیہ اور عربی و فارسی کو کبھی غیر ضروری اور غیر اہم نہیں سمجھا۔ ان کے بعد ان کے رفقاء کے نقطۂ Â اور مسلم ایجوکیشنل کاÐنس کی تمام سرگ میوں میں بھی یہ طرز فکر قرار رہا۔ عربی، علوم شرقیہ اور مذہب کی تعلیم پ زور بتدریج ۔ھتا ہی رہا، کیوں کہ انھیں عظیم میں مسلمانوں کی تہذ $ کے ü یں وصف کی حیثیت حاصل تھی[۴۲]

اس کے* وجود کہ علیگڑھ یونیورسٹی میں قدیم و + Âم تعلیم اور «ب ساتھ ساتھ جاری رہے لیکن وقت گ رنے کے ساتھ ساتھ، قومی احساسات کے فروغ کے L یہ حکمتِ عملی ہر ا یـ کے لیے تسلی بخش اور قابلِ اطمینان بھی نہ رہی، اس لیے اس میں مز+ بہتری کی * $ سوچا جا+ رہا۔ اس خیال کو اس وقت مہمیز ملی # کلکتہ یونیورسٹی میں مطالعاتِ اسلامی کے آغاز اور اسے کلیۂ فنون کا حصہ قرار* H۔ یہی وقت تھا کہ مملکتِ حیدر* د میں عثما 6 یونیورسٹی قائم ہوئی تھی اور اس میں ا یـ بہت منا & «ب مطالعات اسلامی کا* فذ کیاH۔ ان دونوں یونیورسٹیوں میں مطالعاتِ اسلامی کو جو اور جیسی اہمیت دی گئی اس میں فرق تھا۔ یہ مسائل مسلم یونیورسٹی میں اس وقت ز یـ بحث آئے

. # صا ñ ادہ آفتاب احمد خان (۱۸۶۷ء۔۱۹۳۰ء) نے بحیثیت وائس چانسلر اختیارات سنبھالے اور اس جا $ بھی خاص توجہ کی اور انھوں نے یونیورسٹی کے اکا . اور علما کو ا ۔ خط لکھ کر اس ضمن غور و فکر کی دعوت دی۔ اس بحث میں مولا* سید سلیمان اشرف (۱۸۷۸ء۔۱۹۳۹ء) نے بھی اپنے . لبہ ایمانی و علمی کے تحت حصہ لیا اور وائس چانسلر کو اس خط کے جواب میں خود ا ۔*G کی خط تحر کر کے مطالعہ اسلامی کے « ب میں اہم تبدیلیوں کی* .$ اپنی رائے پیش کی* کہ مسلم یونیورسٹی کے قیام کے حقیقی مقاصد کی طرف .ٹھا جا سکے۔ ان کے اس خط کی C دپ وائس چانسلر نے خود انھیں ا ۔ مفصل رپورٹ اس* .$ لکھنے کی دعوت دی، جو انھوں نے بخوشی منظور کر لی اور پنی تجاو ,پ F ا ۔ جامع رپورٹ تحر کی۔ ان کی وہ رپورٹ .اکیڈمک کو± .میں پیش کی گئی جو منظور کر لی گئی۔ صا ñ ادہ آفتاب احمد خان نے اپنا وہ خط یونیورسٹی کے* .ہر کے ماہرین اور علما و مفکرین کو بھی ارسال کیا تھا۔ اس وقت کے ںن یں مفکرین میں علامہ اقبال (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) کو بھی یہ خط موصول ہوا تو انھوں نے اس خط کے جواب صا # زادہ صا # کے عزائم و مقاصد کو سراہتے ہوئے نہا$ تفصیل سے اپنے عالمانہ خیالات اس* .ب میں بیان کیے جو مطالعاتِ اسلامی کے ضمن میں اقبال کے نقطÂ اور خیالات و افکار کی بہت عمدہ جمانی کرتے ہیں[۴۳]۔

صا ñ ادہ آفتاب احمد خان کے دور میں ان کی کوششوں کے L مسلم یونیورسٹی میں مطالعاتِ اسلامی کی* ریخ کا یہ اہم واقعہ* یہ اقدام تھا کہ اس کی تعلیم کے لیے ا ۔ بہت جامع منصوبہ اور اس کے مطابق ا ۔ بہترین ممکنہ « ب بھی تجو اور منظور ہا H ۔ مولا* سید سلیمان اشرف نے اپنی وہ مکمل رپورٹ، اس کے پس منظر اور اس کے کُل عناصر و مشمولات کے ساتھ ا ۔ کتاب میں مر$ کیے جو مسلم یونیورسٹی کے مطبع سے ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔ اس رپورٹ پ یونیورسٹی کے اکا . :محمد مزمل اللہ خان (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۸ء)، قائم مقام وائس چانسلر؛ ضیاالدین احمد (۱۸۷۸ء۔۱۹۴۷ء)، پ و وائس چانسلر؛ نواب حبیب الرحمٰن خان، صد* ر .B (۱۸۶۷ء۔۱۹۵۰ء)، رکن، کو± و کورٹ؛ قاضی سید فخر الدین (۱۸۶۸ء۔۱۹۳۳ء)، رکن، مجلس* سیس نے جو اپنی اپنی آ!را تحر کی تھیں، وہ بھی اس کتاب میں شامل کیے گئے۔ لیکن افسوس کہ اپنی اشا (کے بعد سے، اپنی اہمیت کے* .وجود، یہ کتاب دو* .رہ کبھی شائع نہیں ہوئی اس لیے قر$ قر$** یب ہے اور فراموش بھی ہو چکی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش Â کہ یہ اس خطے میں ہماری تعلیمی ت+ گی اور خاص طور پ مطالعاتِ اسلامی کے نشیب و فراز کو، نہ صرف ہمارے ماضی کی کاوشوں اور . وجہد اور عزائم و مقاصد کے ساتھ، ہمارے سامنے لاتی ہے بلکہ اگلے کسی سہانے وقت میں کسی جامعہ* یہ علمی ادارے کو اسلامی تعلیمات* یہ مطالعاتِ اسلامی کے فروغ و آ ذ کا . بہ تحر ۔ دے تو یہ اس کے کام آ سکے گی۔ یہ تصنیف، جو اپنی اہمیت اور نوعیت کی وجہ سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی قومی و تعلیمی تحر ۔ کی ا ۔ دستاو ہے، اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ اس میں جامعات کے لیے بلکہ اعلیٰ دینی مدارس کے لیے نہ صرف ان کی دینی و علمی ضرورتوں اور تقاضوں پ روشنی پڑتی ہے بلکہ ا ۔ مکمل اور معیاری « ب کے لیے تجاو بھی سامنے آتی ہیں جن کے مطابق ا ۔ عمدہ اور مفید « ب تیار کیا جا سکتا ہے[۴۴]۔

اسناد و حواشی

۱۔ قریشی، اشتیاق حسین، ''برعظیم* پاک و ہند کی ملت اسلامیہ''، کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۲۱۷: ''اس وقت قصبات کا Âم ممالک اسلامیہ میں قائم تھا۔ یہ قصبات زند+ گی کے سرچشمے تھے، جن سے شہر خصوصاً دارالسلطنت سیراب وشاداب رہتے۔ شہری آب و ہوا دو تین نسلوں کے بعد دماغوں کو سست اور پست بنا دیتی تو قصباتی اہل کمال* زندہ+ گی لے کر پہنچتے اور بزم حیات کو از سر نو پر نور و معمور فرما دیتے۔ دہلی مرحوم میں شاہ صا # کا اور لکھنؤ میں فرنگی محل کا خا+ ان لاکھوں میں دو مثالیں ہیں۔'' شروانی، حبیب الرحمٰن خاں، ''استاذ العلماءؐ (حیات مفتی لطف اللہ علی گڑھی)''، علی گڑھ، ۱۹۳۲ء، ص ا

۲۔ مثلاً بوہرے۔ لاء، این۔ این، *Promotion of Learning in India during Mohammadan Rule.* لندن، ۱۹۱۶ء، ص ۱۱۷۔

۳۔ + وی، سید سلیمان، ''حیات شبلی''، اعظم گڑھ، ۱۹۴۳ء، ص ۲۹۔

۴۔ ان میں ایک بڑی تعداد میں فارسی پر عبور رp والوں کے* نام ملتے ہیں، تفصیلات کے لیے: ایضاً، ص ۳۲۔۴۲ و بعدہٗ؛ ڈاکٹر سید عبداللہ کی تصنیف ''ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ''، دہلی، ۱۹۴۲ء، اس موضوع پر جامع ہے۔

۵۔ شارپ، ایچ (Sharp, H.)، *Selections from Educational Records.*، کلکتہ، ۱۹۲۰ء، ص ۲۹۰۔

۶۔ اور انگریزی عہد میں ان کا انگریزی تعلیم کا ذوق وشوق اس حد۔ روز افزوں رہا کہ # ۱۸۳۰ء میں ایک عیسائی مشنری الیگزینڈر+ ڈف (A. Duff) (۱۸۰۶ء۔۱۸۷۸ء) نے کلکتہ میں ایک مشنری انگریزی اسکول قائم کیا، تو اسے گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ پر داخلہ کی کچھ* پابندیاں عا+ کرنی پڑیں؛ مہر علی، محمد، *The Bengali Reaction to Christian Missionary Activities.*، چٹاگانگ، ۱۹۶۵ء، ص ۶۹۔

۷۔ معین الحق، ''معاشری وعلمی* ریخ''، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۴۶۴؛ اس صورت حال کو سید سلیمان+ وی کی تصنیف ''حیات شبلی'' کے مقدمہ میں تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے، ص ا۔۵۷۔

۸۔ اضلاع روہیلکھنڈ میں تقریباً* پانچ ہزار علماء مختلف مدارس میں درس وت+ ریس میں مصروف رہتے تھے اور حافظ رحمت خاں (۱۷۰۸ء۔۱۷۷۴ء) کی ڑ* & سے تنخواہیں* پاتے تھے۔ Wی، الطاف علی، سید، ''حیات حافظ رحمت خان''، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۳۳۱۔

۹۔ فرخ* دی، ولی اللہ، مفتی، ''عہد بنگش کی سیاسی، علمی اور ثقافتی* ریخ''، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۴۳۲۔

۱۰۔ لیکن ولیم آدم (W. Adam) کے ابتدائی جائزہ کے مطابق بنگال اور بہار میں ایک لاکھ مدرسے موجود تھے۔ دور دراز اور دشوار گذار مقامات پر دو ہزار کی* دی پر ایک مدرسہ کا تنا & تھا۔ ہارٹوگ، پی۔ (Hartog, P)، *Some Aspects of Indian Education, Past and Present.*، لندن، ۱۹۳۹ء، ص ۱۳، ۷۵ و بعدہٗ۔

۱۱ . # کہ اس وقت قائم ہونے والے انگریزی اسکولوں میں صرف پڑھنا سکھایا جاتا تھا اور کبھی کبھی صرف ایک مضمون پڑھایا جاتا تھا۔ لائرڈ، ایم اے (Laird, M.A.)، *Missionaries and Education in Bengal.*، آکسفورڈ، ۱۹۷۲ء، ص ۴۴

۱۲ اکرام، شیخ محمد، ''رودِ کوثر''، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۶۰۵

۱۳ سندھی، عبیداللہ، ''شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک''، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۸۸؛ سید احمد خاں کی شاہ ولی اللہ کی فکر اور تحریک سے نسبت کے لیے: شاہجہاں پوری، ابوسلمان، ''شاہ ولی اللہ اور سرسید''، غیر مطبوعہ مقالہ۔ اے پی ایچ ڈی (اردو)، سندھ یونیورسٹی، ۱۹۸۱ء؛ ونیز مٹکاف، باربرا (Metcalf, Barbara)، *Islamic Revival in British India, 1860-1900.*، پرنسٹن، ۱۹۸۲ء، ص ۲۷-۴۷ وبعدۂ؛ اکرام، شیخ محمد، ''موج کوثر''، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۹۳-۱۹۵

۱۴ یہاں تک کہ مولانا نے ہی قرونِ وسطیٰ کے عقلی علوم کو بھی نصاب میں شامل کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ ص ۲۷؛ چناں چہ اپنے زمانہ میں انھوں نے مدرسہ کے نصاب سے معقولات کو خارج کر دیا۔ گیلانی، مناظر احسن، ''سوانح قاسمی''، حصہ اول، دیوبند، ۱۹۵۳ء، ص ۲۹۲-۲۹۳

۱۵ ایضاً، ص ۲۷۹-۲۸۳

۱۶ ایضاً، ص ۲۸۶

۱۷ خان، سید احمد، ''مقالاتِ سرسید''، جلد ہفتم، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۲۰۸، ۲۷۹ وغیرہ، خاص مولانا قاسم کی شخصیت اور ان کے کاموں کی ستائش کے لیے: رضوی، محبوب، ''مولانا قاسمی، سرسید کی نظر میں''، مشمولہ: ''یہ ہان''، دہلی، جلد ۱۷، شمارہ ۲، ۱۹۴۶ء، ص ۱۲۰، ۱۲۳؛ مولانا قاسم کے انتقال پر خان، سید احمد، ''تعزیتی مضمون (مولانا محمد قاسم نوتوی)، مشمولہ: ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ''، ۲۴ اپریل، ۱۸۸۰ء، ص ۴۶۷

۱۸ + وی، اکرام اللہ، ''وقارِ حیات''، علی گڑھ، ۱۹۲۵ء، ص ۶۰۷

۱۹ مدنی، حسین احمد، ''نقشِ حیات''، جلد دوم، دیوبند، ۱۹۵۳ء، ص ۲۵۷؛ اکرام، ''موج کوثر''، ص ۲۰۳؛ مولانا محمود الحسن نے ''جامعہ ملیہ اسلامیہ'' کی تاسیس کے وقت، ۲۹/اکتوبر ۱۹۲۰ء کو علی گڑھ میں جو خطبہ پیش کیا تھا، اس کے یہ جملے نہایت اہم ہیں: ''اے نونہالانِ وطن، . # میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کے غم خوار، جس میں میری ہڈیاں پگھلی جارہی ہیں، مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور اسکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں، تو میں نے اور میرے چند مخلص احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا اور اس طرح ہم نے ہندوستان کے دو تاریخی مقاموں دیوبند اور علی گڑھ کا رشتہ جوڑا۔'' بحوالہ: ایضاً۔

۲۰ خان، سید احمد، ''تہذیب الاخلاق''، شمارہ ۱۳-۱۵، علی گڑھ، ۱۸۷۳ء-۱۸۷۴ء، ص ۱۷۰

۲۱ خان، سید احمد، ''مکمل مجموعہ لیکچرز و اسپیچز''، مرتبہ محمد فضل الدین، لاہور، ۱۹۰۰ء، ص ۳۴۳

۲۲ ایضاً، ص۱۵۹

۲۳ حالی، ص۱۹۵

۲۴ ایضاً، یہی صورت بعد میں پنجاب یونیورسٹی میں بھی پیش آئی۔ وہاں بی۔اے۔ اور ایم۔اے۔ کے ساتھ ساتھ* نع العلوم اور
مالک العلوم کے « ب بھی شروع کیے گئے، لیکن ان « بوں کا بھی وہی حشر ہوا، جو علی اَ ڑھ کالج میں مشرقی علوم کے شعبہ کا ہوا
تھا، بحوالہ: Ÿ ی، نورالحسن، ''سرسید اور ہندوستانی مسلمان''، علی اَ ڑھ، ۱۹۷۹ء، ص۱۱۶

۲۵ اس کاÐنس نے بعد میں اپنا* م ''مسلم ایجوکیشنل کاÐنس'' رکھ لیا، اس کے مقاصد اور سرا میوں کے لیے: حالی، الطاف
حسین، ''حیات جاو+ید''، حصہ اول، دہلی، ۱۹۳۹ء، ص۲۲۶۔۲۲۷ و بعدہٗ؛ شروانی، حبیب الرحمٰن خاں، ''پنجاہ سالہ* ریخ آل
#* یہ مسلم ایجوکیشنل کاÐنس''+ ایون، ۱۹۳۷ء؛ اختر الواسع، *Education of Indian Muslims: A Study*
of All India Muslim Educational Conference.، علی اَ ڑھ ۱۹۷۷ء۔

۲۷ *. سو، اپ*.، *Growth of Education and Muslim Separatism, 1919-1939.*، مشمولہ: #ا، بی آر،
Essays in Modertn Indian History. دہلی، ۱۹۸۰ء، ص۲۲۷ و بعدہٗ؛ و نیز ماتھر، ص۴۹۔۵۰ و بعدہٗ؛ مثلاً
۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۷ء کے دس سالہ عرصہ میں مسلمان طلبہ کی تعداد، کل. عظیم میں پندرہ لاکھ سے .ڑھ کر پچیس لاکھ- پہنچ گئی،
ہارڈی، پی، **(Hardy, P)**، *The Muslims of British India.*، کیمبرج، ۱۹۷۲ء، ص۲۰۵

۲۸ قرارداد حکومت ہند* .$ ''ہندوستانی تعلیمی حکمت عملی''، ۲۱ر فروری ۱۹۱۳ء (کلکتہ، ۱۹۱۳ء)، ص۴۲

۲۹ رپورٹ، ۱۹۵۳ء، ص۶، ۹

۳۰ حکومت سے ان کی شکا یت کا ا- # ازہ *"Indian Statutary Commission"* کی تعلیمی مجلس کے لیے نورالحق
چودھری، رکن مجلس دستور ساز (نواکھالی) کے تیار کردہ بیان سے ہوسکتا ہے، جو علیحدہ بھی شائع ہوا ہے، *Notes on*
Muslim Education.، ڈھاکہ، ۱۹۳۸ء* . لخصوص ص۹۔۱۵

۳۱ مہدی پیر پور، راجہ سید محمد، *Report of the Enquiry Committee Appointed by the Council*
of the All India Muslim League to enquire into Muslim Griviences in
Congress Provinces.، دہلی، ۱۹۳۸ء، ص۵۳۔۵۴، ۵۶، ۵۸۔۶۰، ۹۳، ۹۶

۳۲ "Report of the Kamalyarjung Education Committee" (کلکتہ، ۱۹۴۲ء)؛ بعض مسلم زعماء نے بھی ~ طورپہ کانگریس کے تعلیمی منصوبہ اوراس کے آ ذ کے عواقب کا جا ٔ ہ و تجزیہ مر$ کیا تھا۔ ان میں ا ی- جا ٔ ہ رازی (غلام احمد پ و ی) کا تحری کردہ ''واردھا کی تعلیمی اسکیم اور مسلمان، ا ی- عظیم الشان خطرہ سے آ گاہی'' (دہلی، س+ ارد) تھا۔ اسرار احمد کریوی نے ''سی پی میں کانگریس راج'' (! گپور، ۱۹۴۱ء) میں اس منصوبہ کے تحت مسلمانوں کے تعلیمی استحصال کی روداد، مسلمانوں کا ردعمل اور ان کی شکا یات مر$ کیں، ص ۱۷۷۔ ۱۹۹، ان کے علاوہ ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی اپنی کتاب ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کش مکش'' حصہ دوم (پٹھانکوٹ، ۱۹۳۸ء) میں اس منصوبہ پہ مدلل تنقید کی ہے۔

۳۳ مکتوب نوا ب ادہ لیاقت علی خاں بنام افضال حسین قادری، ۲۴ر مئی ۱۹۳۹ء، مشمولہ: ''+ سائنس'' ڈاکٹر افضال حسین قادری نمبر (کراچی، جون ۱۹۷۹ء)، ص ۲۲۳

۳۴ یہ منصوبہ بعنوان: "The Problem of Indian Muslims and Its Solution" ۱۴، ۱۴ر اگست ۱۹۳۹ء کو شائع ہوا تھا۔ مکتوب، افضال حسین قادری بنام چودھری رحمت علی* رنخ+ ارد، مشمولہ: ایضاً، ص ۱۲۱۔ ۱۲۲

۳۵ مکتوب، افضال حسین قادری بنام قا+ اعظم محمد علی جناح، ۲۲ر نومبر ۱۹۴۱ء، مشمولہ: ایضاً، ص ۱۲۶؛ اس تعلیمی مجلس کے قیام کے لیے لیگ کی مجلس عاملہ کی قرارداد اور تعلیمی مجلس کا سوالنامہ، ایضاً، ص ۱۴۲۔ ۱۴۴ میں ہیں۔

۳۶ درانی، ایف کے خان، *A Plan of Muslim Educational Reform.*، لاہور، ۱۹۳۸ء، ص ۴

۳۷ (لاہور، ۱۹۴۱ء) خصوصاً، ص ۱۶۱۔ ۱۸۶

۳۸ درانی، تصنیف مذکور۔

۳۹ ''مسلمانوں کی آئندہ تعلیم'' (دہلی، ۱۹۴۳ء)

۴۰ ''*Âم تعلیم'' (لاہور، س+ ارد)

۴۱ ملک دین محمد اینڈ Ü، لاہور، ۱۹۵۰ء

۴۲ عزی ، کے۔ کے۔ *The Making of Pakistan.*، لندن، ۱۹۶۷ء، ص ۱۳۱

۴۳ اقبال کا یہ خط ''اقبال! مہ'' مرتبہ شیخ » اللہ، اقبال اکادمی پ کستان، لاہور، ص ص ۵۲۲۔ ۵۳۰ میں شامل ہے۔

۴۴۔ ابھی حال میں پتا ` کہ ''ادا ہ پ کستان شناسی'' (لاہور) کے روح رواں جناب ½ رالدین خان صا # نے، جو اپنے علمی ذوق اور تحرک کی ا ی- ü ئندہ مثال ہیں، مولا! سید سلیمان اشرف کی علمی : مات کے بے حد معترف اور مداح ہیں، اس اہم دستاوی کو بعینہ کتابی صورت میں شائع کر* یہ ہے۔ قبل ازیں انھوں نے اان کی تصانیف میں سے ''النور'' اور ''البلاغ'' آج کے قارM کے لیے نئی آب * ب کے ساتھ شائع کیں، زی+ کرہ کتاب کو بھی اپنے سلسلہ اشا (میں شامل کر! پسند کیا، جو قومی تعلیم اور مطالعات اسلامی سے ان کے مثالی شغف کا عین ثبوت ہے۔ اس کتاب کی اشا (بھی ان کا اور ان کے ادارے کا ا ی- مر+ مخلصانہ اور مو' اقدام ہے، جو ی دگار رہے گا۔

فہر & اسنادمحولہ

احمد،عزیز،۱۹۶۹ء،*An Intellectual History of Islam in India*،ایڈنبرا

--------۱۹۷۰ء،*Islamic Modernism in India and Pakistan*،لندن

احمد،قیام الدین،۱۹۶۶ء،*The Wahabi Movement in India*،کلکتہ

اختر الوسع،۱۹۷۷ء، *Education of Indian Muslims, A Study of the All India Muslim Educational Conference*،علی گڑھ

اشرف،کے۔ایم۔۱۹۵۷ء،*Muslim Revivalists and the Revolt of 1857*،مشمولہ:جوشی،پی۔سی **Rebellion 1857**،دہلی

اکرام،شیخ محمد،۱۹۷۵ء(الف)''رودِکوثر''،لاہور

-----------۱۹۷۵ء(ب)''موج کوثر''،لاہور

-----------۱۹۷۱ء،''یادگارشبلی''،لاہور

---------- ۱۹۷۷ء،*Modern Muslim India and the Birth of Pakistan*،لاہور

اوڈوائر،مائیکل(O'dwyer, Michael)،۱۹۲۵ء،**India as I Knew It**،لندن

اومالے،ایل۔ایس۔ایس(Omalley, L.S.S.)،۱۹۶۸ء،*Modern India and the West*،لندن

ایبک،ظفرحسن،سن+ ارد،''آپ بیتی''،تین جلدیں،خصوصاً،جلداول،لاہور

آل انڈیامسلم ایجوکیشنل کانفرنس،۱۹۱۱ء،''سالانہ کانفرنس نمبر''،تقریباً # زادہ آفتاب احمد خاں متعلق مجوزہ مسلم یونیورسٹی''،علی گڑھ، جولائی

بامفورڈ،پی۔سی۔(Bamford, P.C.)،۱۹۲۵ء، *Histories of Non-co-operation and Khilafat Movements*،دہلی

بریلوی،سیدالطاف علی،۱۹۶۳ء،''حیات حافظ رحمت خاں''،کراچی

بسواس،اے۔۱۹۸۰ء،*Growth of Education and Muslim Separatism, 1919-1939*،مشمولہ:#ا،بی۔آر۔ **Essays in Modern Indian History**، دہلی

براؤن،جے۔ایم۔(Brown, J. M.)،۱۹۷۴ء، *Gandhi's Rise to Power, Indian Plotics, 1915-1922*، کیمرج

برینن،لانس(Brannan, Lance)،۱۹۸۴ء، *The Illusion of Security: The Back-ground of*

Muslim Separatism in the United Province،مشمولہ: Modern Asian Studies
،کیمبرج

پیرزادہ،شریف الدین،۱۹۶۹ء-۱۹۷۰ء،Foundation of Pakistan،تین جلدیں،کراچی

تھورپ،سی۔ایل۔(Thorpe, C.L.)،۱۹۶۵ء، Education and the Development of Muslim
Nationalism in Pre-partition India.،کراچی

جین،ایم۔ایس۔۱۹۶۵ء،The Aligarh Movement،آگرہ

چودھری،نورالحق،۱۹۳۸ء،Notes on Muslim Education،ڈھاکہ

حالی،الطاف حسین،۱۹۳۹ء،"حیات جاوید"،دہلی

حکومت ہند،۱۹۱۳ء،"قرارداد $ ہندوستانی تعلیمی حکمت عملی"،۲۱رفروری۱۹۱۳ء،کلکتہ

حیدر،خواجہ تصور علی،۱۹۸۵ء،* ددا Ç"،روز* مہ" B"،کراچی،۵رجون

خان،سیداحمد،۱۸۸۰ء،تعزیتی مضمون(مولانا محمد قاسم نوتوی)،مشمولہ:"علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ"،۲۴راپریل

----------،۱۸۷۳ء-۱۸۷۴ء،"تہذیب الاخلاق" جلد پنجم،شمارہ۱۳-۱۵،علی گڑھ

----------،۱۹۵۹ء،بنام مولانا محمد علی کاZری،مشمولہ:"مکتوبات سرسید"،مرتبہ،اسماعیل پانی پتی،لاہور

----------،۱۹۶۲ء،"مقالات سرسید"،مرتبہ اسماعیل پانی پتی،جلد ہفتم،لاہور

----------،۱۹۰۰ء،"مکمل مجموعہ لیکچرز واسپیچز"،مرتبہ محمد فضل الدین،لاہور

----------،۱۸۶۹ء، with Article on the Public Education of India and Correspondence
the British،مشمولہ: Govt. Concerning the Education of the Natives of India
Through the Vernaculars،علی گڑھ۔

خان،شفاعت احمد،۱۹۲۸ء،What are the Rights of Muslim Minority in India،الہ آباد

خان،نوابزادہ لیاقت علی،۱۹۷۰ء،مکتوب نوابزادہ لیاقت علی خاں بنام افضال حسین قادری،۲۴رمئی۱۹۳۹ء،مشمولہ:"سائنس"
ڈاکٹر افضال حسین قادری نمبر،کراچی،جون

درانی،ایف۔کے۔خان،۱۹۳۸ء،A Plan of Muslim Educational Reform،لاہور

دہلوی،شاہ غلام علی،۱۹۸۳ء،"مقامات مظہری" مترجمہ ومرتبہ:محمد اقبال مجددی،لاہور

ڈوبن،کرسٹین(Dobbin, Christine)،۱۹۷۲ء،Urban Leadership in Western India،آکسفورڈ

راجپوت،اے۔بی۔۱۹۴۸ء،Muslim League, Yesterday and Today،لاہور

رازی (غلام احمد پرویز)، سن ندارد، "واردھا کی تعلیمی اسکیم اور مسلمان، ایک عظیم الشان خطرہ سے آگاہی"، دہلی

رضوی، محبوب، ۱۹۴۶ء، "مولانا نوتوی، سرسید کی نظر میں"، مشمولہ: ماہنامہ "برہان" (دہلی)، جلد ۱۷، شمارہ ۲

روبنسن، فرانسس (Robinson, Francis)، ۱۹۷۴ء، Separatism Among Indian Muslims the United Province' Muslims Politics of 1860-1923، کیمبرج

رولٹ، ایس۔اے۔ٹی۔ (Rowlatt, S.A.T.)، ۱۹۱۸ء، *Sedition Committee Report*، کلکتہ

زبیری، محمد امین، سن ندارد، "ضیائے حیات"، کراچی

زمن، مختار، ۱۹۷۸ء، *Students' Role in the Pakistan Movement*، کراچی

سروری، عبدالقادر، ۱۹۳۴ء، "حیدرآباد دکن کی تعلیمی ترقی"، حیدرآباد دکن

سندھی، عبیداللہ، ۱۹۷۰ء، "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، لاہور

سورلے، ایچ۔ٹی۔ (Sorley, H.T.)، ۱۹۶۸ء، *Gazetter of West Pakistan, Sindh*، کراچی

سیتارامیا، پٹابھائی، ۱۹۴۶ء، *A History of the Indian National Congress*، جلد اول، بمبئی

سیل، انیل (Seal, Anil)، ۱۹۷۱ء، *The Emergence of Indian Nationalism*، کیمبرج

شارپ، ایچ۔ (Sharp, H.)، ۱۹۲۰ء، *Selections from Educational Records*، جلد دوم، کلکتہ

شاہجہاں پوری، ابوسلمان، ڈاکٹر، ۱۹۸۱ء، "شاہ ولی اللہ اور سرسید"، غیر مطبوعہ مقالہ. ایے پی ایچ۔ڈی۔، سندھ یونیورسٹی

شروانی، حبیب الرحمٰن خاں، ۱۹۳۲ء، "استاذ العلماء (حیات مفتی لطف اللہ علی گڑھی)"، علی گڑھ

------------------، ۱۹۳۷ء، "پنجاہ سالہ تاریخ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس"، بدایوں

شروانی، عبدالشاہد خاں، ۱۹۴۷ء، مقدمہ "الثورۃ الہندیہ" مصنفہ فضل حق خیرآبادی، بجنور

شریف المجاہد، ۱۹۶۸ء، *Muslim Education in the South*، مشمولہ: History of the Freedom Movement، مرتبہ: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، جلد سوم، حصہ دوم، کراچی

شریمالی، کے۔وائی۔ ۱۹۴۹ء، *The Wardha Scheme*، اودے پور

شکیب ارسلان، ر، ۱۹۷۱ء، "جامعہ عثمانیہ"، کراچی

شلس، ایڈورڈ (Shils, Edward)، ۱۹۷۰ء، *The Academic Profession in India*، مشمولہ: لیچ، ایڈمنڈ (Leach, Edmond) اور جی، ایس۔این۔ Elites in South Asia، کیمبرج

صفا، ایم۔این۔ ۱۹۷۰ء، *Dacca University, Its Role in the Freedom Movement*، مشمولہ: History of the Freedom Movement، مرتبہ: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، جلد چہارم، حصہ اول و دوم، کراچی

صوفی، جی۔ایم۔ڈی۔۱۹۴۱ء، *Al-Minhaj*، لاہور

طیب جی، ایچ۔بی۔۱۹۵۲ء، ***Badruddin Tyabji, A Biography***، بمبئی

عبدالحئی، مولا‡ ، ۱۳۷۳ھ، ''مجموعۂ فتاویٰ''، اردو‡ جمہ، کاZر

عبدالرحمٰن، حسن علی، ۱۹۶۳ء، ***Sindh Madarsa, Karachi***، مشمولہ: **History of the Freedom Movement**

، مرتبہ* پ کستان § ر p سوسائٹی، جلد سوم، حصہ دوم، کراچی

عبدالعزیز، شاہ، س‡ ارد، 'فتاویٰ عزیزیہ' اردو‡ جمہ، کاZر

عبداللطیف، نواب، ۱۹۶۸ء، ***A Short Account of my Humble Efforts to Promote Education, Specially Among the Mohammadans***، مشمولہ: اÅم الحق، **Nawab Bahadur Abdul Latif, His Writings and Related Documents.**، ڈھاکا

عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ۱۹۴۲ء، ''ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ''، دہلی

عزیز، کے۔کے۔۱۹۶۷ء، ***The Making of Pakistan***، لندن

علی، شیخ اکبر، س‡ ارد، ''انجمن کے تعمیری کا‡ مے''، لاہور

علی، محمد مہر، ۱۹۶۵ء، ***The Bengali Reaction to Christian Missionary Activities (1833-1857)***، چٹاگانگ۔

--------۱۹۷۱ء، ***The Bengal Muslims Repudiation of the Concept of British India A Dar-ul-Harb.***، مشمولہ: **Dacca University Studies**، جلد ۱۹

علی، منشی‡ ، ۱۸۹۰ء، ''مسلم ایجوکیشنل کاÐنس''، چوتھی سالانہ روداد، آ‌گ ہ

علی، سید منظر، ۱۳۵۵ء، ''حیدر‡ باد کی علمی فیاضیاں''، حیدر‡ باد دکن

علی، سید امیر، ۱۸۸۴ء، ***Quinquennial Report of the Central National Mohammadans Association for 1878-83***، پیرا گ اف ۱۱، ۲۴، کلکتہ

---------۱۹۲۷ء، ''خطبۂ صدارت''، اجلاس مسلم ایجوکیشنل کاÐنس، منعقدہ کلکتہ، ۱۸۹۹ء، مشمولہ: ''خطبات عالیہ''، مرتبہ، انوار احمد زبیری جلد اول، علی گ ڑھ

علی، محمد، مولا‡ ، ۱۹۶۹ء، ***Writings and Speeches of Mohammad Ali***، لاہور

عنا$ اللہ، محمد، ۱۹۳۰ء، ''‡ کرہ علمائے فرنگی محل''، لکھنؤ

غوری، حسام الدین، ۱۹۷۹ء، ''تحر‡ علی گ ڑھ اور حیدر‡ باد دکن''، کراچی

فارقوہر، جے۔این۔(Farquhar, J.N.)، ۱۹۱۵ء، *Modern Religious Movement in India*، نیو یارک

فاروقی، ضیاء الحسن، ۱۹۶۳ء، *The Deoband School and the Demand for Pakistan*، بمبئی

فرخ آبادی، ولی اللہ، مفتی، ۱۹۶۵ء، "عہد بنگش کی سیاسی، علمی اور ثقافتی تاریخ"، مرتبہ محمد ایوب قادری، کراچی

قادری، ڈاکٹر افضال حسین اور ظفر الحسن، ڈاکٹر، ۱۹۳۹ء، *The Problem of Indian Muslims and Its Solution*، علی گڑھ، ۱۴/اگست۔

قریشی، اشتیاق حسین، ۱۹۶۶ء، *Administration of the Mughal Empire*، کراچی

--------------، ۱۹۷۲ء، *Ulema in Politics*، کراچی

کانپوری، عبدالرزاق، ۱۹۴۶ء، "یادِ ایام"، حیدرآباد دکن

کریوی، اسرار احمد، ۱۹۴۱ء، "سی پی میں کانگریس راج"، ناگپور

کمال یار جنگ بی، ۱۹۴۲ء، *Report of the Kamal YarJung Education Committee*، کلکتہ

گنڈرسن، ڈبلیو۔ایم۔(Gunderson, W.M.)، ۱۹۶۷ء، *Modernization and Cultural Change*، مشمولہ:

ڈیموک، ای۔سی۔(Dimock, E.C.)، Literature and History، مشی گن

گنگوہی، رشید احمد، سن ندارد، "مکاتیب رشیدیہ"، دہلی

گیلانی، مناظر احسن، ۱۹۵۳ء، "سوانح قاسمی"، دیوبند

لائرڈ، ایم۔اے۔(Laird, M. A)، ۱۹۷۲ء، *Missionaries and Education in Bengal*، آکسفورڈ

لاء، این۔این، ۱۹۱۶ء، *Promotion of Learning in India During Muhammadan Rule by Muhammadans*، لندن

ماتھر، وائی۔بی۔ ۱۹۸۰ء، *Growth of Muslim Politics in India*، لاہور

مٹکاف، بی۔ ڈی (Metcalf, Barbara)، ۱۹۸۲ء، *Islamic Revival in British India, Deoband, 1860-1900*، پرنسٹن

مجیب، محمد، ۱۹۶۶ء، *Indian Muslims*، لندن

-------، ۱۹۷۰ء، "ہمارا نظام تعلیم"، مشمولہ: خیر بھوروی، "نذر مقبول"، جون پور

محسن الملک، نواب، ۱۹۰۵ء، "مجموعہ لیکچرز و اسپیچز"، لاہور

محمد الحسنی، سید، ۱۹۷۵ء، "پیام ندوۃ العلماء"، لکھنؤ

-----------، ۱۹۶۴ء، "سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء"، لکھنؤ

محمد میاں، ۱۹۳۹ء، ''علمائے حق'' جلد اول، مراد* د

------۱۹۷۵ء، ''تحریـ شیخ الہند''، لاہور

مدنی، حسین احمد، ۱۹۵۳ء، ''نقش حیات''، دیوبند

معین الحق، ڈاکٹر سید، ۱۹۶۵ء، ''معاشری وعلمی* ریخ'' (کراچی، ۱۹۶۵ء)

---------------۱۹۶۸ء، *The Great Revolution of 1857*، کراچی

---------------۱۹۶۱ء، *Aligarh Movement*-، مشمولہ: **A History of the Freedom Movement**،

مرتبہ* پکستان § ر p سوسائٹی، جلد دوم، حصہ دوم، کراچی

(جی، ایچ۔ اور یو۔ ۱۹۵۷ء، *The Origin of the National Education Movement*، کلکتہ

ملر، آر۔ ایف۔ **(Miller, R.F.)**، ۱۹۲۷ء، *Lenin and Gandhi*، لندن

منشی، غلام محمد ۱۸۹۳ء، *Autobiography*، سورت

منگلوری، طفیل احمد، ۱۹۳۸ء، ''مسلمانوں کا روشن مستقبل'' + ایوں

مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ۱۹۳۸ء، ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کش مکش'' حصہ دوم، پٹھان کوٹ

مہدی پیرپور، راجہ سید محمد ۱۹۳۸ء، *Report of the Inquiry Community Appointed by the Council*

of the All India Muslim League to Inquire into Muslim Grievances

in Congress Provinces. (معروف بہ پیرپور رپورٹ)، دہلی۔

مینال، جی۔ **(Minault, G.)** اور لیلی ویلڈ، ڈی۔ **(Lelyveld, D.)**، *The Compain for the Muslim*

University,1898-1920. مشمولہ: **Modern Asian Studies**، کیمبرج

*۔۔ ، جے۔ پی۔ ۱۹۶۳ء، *Selections from the Educational Record of the Govt of India*، جلد دوم،

حصہ ششم، دہلی

+ وی، سید ابوالحسن علی، ۱۹۶۱ء، ''ہندوستانی مسلمان''، لکھنؤ

---------------۱۹۷۰ء، ''حیات عبدالحئی''، لکھنؤ

+ وی، اکرام اللہ، ۱۹۲۵ء، ''وقار حیات''، علی اَ ھ

+ وی، سید سلیمان، ۱۹۴۳ء، ''حیات شبلی''، اعظم اَ ھ

------------۱۹۵۸ء، ''ہندوؤں کی تعلیم مسلمانوں کے عہد میں''، کراچی

------------۱۹۳۲ء، ''مسلمانوں کی آئندہ تعلیم''، دہلی

+ وی، عبدالسلام قدوائی، ۱۹۷۶ء، ''+ وۃ العلماء کے ۵۸ سال''، مشمولہ: محمد الحسنی، ''روداد چمن + وۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیم کی مفصل روداد، منعقدہ اکتو. نومبر ۱۹۷۵ء''، لکھنؤ

+ وی، عبدالسلام، ۱۹۵۶ء، ''حکمائے اسلام'' جلد دوم، اعظم اَ ٹ ھ

نعمانی، شبلی، ۱۹۴۱ء، ''خطبات شبلی''، اعظم اَ ٹ ھ

---------۱۹۳۲ء، ''مقالاتِ شبلی'' ج ۳، اعظم اَ ٹ ھ۔

---------۱۹۵۵ء، ''مقالات شبلی'' جلد سوم، اعظم اَ ٹ ھ

---------۱۹۳۸ء ''مقالاتِ شبلی''، ج ۸، اعظم اَ ٹ ھ۔

Ýی، نورالحسن، ۱۹۷۹ء، ''سرسید اور ہندوستانی مسلمان''، علی اَ ٹ ھ

واسطی، رضی، ۱۹۷۶ء، *The Political Triangle in India*، لاہور

ہارٹوگ، پی۔ (Hartog, P.)، ۱۹۳۹ء، *Some Aspect of IndianEducation, Past and Present*، لندن

ہارڈی، پی۔ (Hardy, P.)، ۱۹۷۲ء، *The Muslims of British India*، کیمبرج

ہاشمی، سید نصیر الدین، ۱۳۶۲ھ، ''+ کرۂ دارالعلوم''، حیدر آ. ددکن

ہنٹر، ڈبلیو۔ ڈبلیو (Hunter, W. W)، ۱۸۷۱ء، *The Indian Musalmans*، لندن